تاجک فریقین کی تہران میں ملاقاتیں: اُمید کی ایک کرن

تاجک حکومت اور حزبِ مخالف کے درمیان امن مذاکرات، جس کے دو دور اس سے قبل ماسکو اور تہران میں منعقد ہو چکے ہیں، میں مزید پیش رفت کے حصول کے لیے ماہ ستمبر میں تہران زبردست سفارتی سرگرمیوں کا مرکز بنا رہا۔ جہاں ماہ رواں (اکتوبر) میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والے ان مذاکرات کے تیسرے دور کو کامیاب اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے روس، ایران، تاجکستان، اقوام متحدہ اور تاجک حزب مخالف سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حکام کے درمیان مسلسل ۱۲ روز تک متوقع امن سمجھوتہ کے مختلف پہلوؤں پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

ان ملاقاتوں کا سلسلہ تہران میں مقیم روسی سفیر کی طرف سے ایرانی حکام کی وساطت سے پیش کی جانے والی اس خواہش سے ہوا کہ تاجک حزبِ مخالف کی حزبِ نہضت اسلامی کے امیر سیّد عبداللہ نوری سے ان کی ملاقات کروائی جائے۔ اسی دوران ایرانی حکام ہی کے توسط سے تاجک حزبِ اختلاف کے راہنماؤں کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی نمائندے برائے تاجکستان جناب رمیرو پیریز بالون کی اس خواہش سے بھی آگاہ کیا گیا کہ وہ ان سے ایک غیر رسمی ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ ایرانی حکومت نے ان متوقع ملاقاتوں کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے خصوصی کردار ادا کیا۔ ایران کے ایک اعلیٰ اختیاراتی وفد نے تاجکستان کا دورہ کیا۔ ایرانی وفد کے دورہ تاجکستان کے نتیجے میں تاجکستان کی پارلیمنٹ کے نائب سپیکر جناب عبدالمجید دوستییف کی قیادت میں تاجک حکومت کا ایک وفد ان ملاقاتوں میں شریک ہونے کے لیے تہران آیا۔ ادھر تہران میں مقیم روسی سفیر نے ماسکو میں اپنی حکومت کو ان ملاقاتوں کی اہمیت کا احساس دلایا۔ چنانچہ ماسکو نے بھی نائب وزیر خارجہ کی قیادت میں اپنا وفد ان مذاکرات میں شرکت کے لیے روانہ کر دیا۔ مذاکرات کے تقریباً تمام فریقوں کے تہران میں اس اجتماع کے پیشِ نظر تاجکستان کے لیے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے خصوصی ایلچی بھی تہران تشریف لائے۔

ابتداءً خیال یہ تھا کہ ان ملاقاتوں میں اسلام آباد میں منعقد ہونے والے مذاکرات کے اگلے دور میں زیر بحث آنے والے اہم مسائل کو حتمی شکل دی جائے گی۔ لیکن اس دوران محاذ جنگ پر حزبِ مخالف کی بعض اہم کامیابیوں کے پیشِ نظر مذاکرات کے اسلام آباد دور کے انعقاد سے قبل ہی تاجک حکومت حزب مخالف کی طرف سے پیش کردہ اُن اہم مطالبات کو تسلیم کرنے پر تیار ہو گئی جنہیں اس سے قبل وہ مسلسل مسترد کرتی رہی تھی۔ واضح رہے کہ ماہ ستمبر میں حزبِ مخالف نے حکومتی افواج کے

خلاف اپنی فوجی کارروائیاں تیز کرتے ہوئے کئی کامیاب حملے کیے۔ جن کے نتیجے میں مبیّنہ طور پر سرکاری افواج کے بیس ٹینک تباہ کیے گئے، تین جہاز گرائے گئے، ایک ڈویژن فوج کا صفایا کر دیا گیا اور تین سو فوجیوں کو جنگی قیدی بنایا گیا۔ مزید یہ کہ حزب مخالف کے دعوؤں کے مطابق انہوں نے تاجکستان کی سرزمین کے مزید ۱۵ فیصد علاقے پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ حزبِ مخالف کے ذرائع کے مطابق ملک کے تقریباً چالیس فیصد رقبے پر پہلے ہی سے ان کا کنٹرول تھا۔

تہران ملاقاتوں میں مبیّنہ طور پر تاجک حزبِ مخالف کے جن مطالبات کو تسلیم کیا گیا، ان میں نومبر میں منعقد ہونے والے صدارتی انتخابات کا التواء، پارلیمنٹ اور حکومت کی معزولی و برخاستگی اور ایک ایسی قومی حکومت کی تشکیل جس میں حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کی نمائندگی برابری کی بنیاد پر ہو اور جو دو سال کے عرصے میں نئے انتخابات منعقد کرائے، شامل ہیں۔ حزبِ اختلاف کے بعض اہم ارکان کی تاجک جیلوں سے رہائی بھی حزبِ مخالف کا ایک اہم مطالبہ تھا۔ حزبِ مخالف کے اس مطالبے کو بھی مان لیا گیا۔ تاجک جیلوں میں بند حزبِ اختلاف سے تعلق رکھنے والے ۵۲ قیدیوں کو رہا کیا جائے گا جن کے بدلے میں حزبِ مخالف صرف چالیس ایسے جنگی قیدیوں کو رہا کرے گی جن پر سنگین جرائم کے الزامات نہیں ہیں۔ حزبِ مخالف کے نقطۂ نظر سے ان اہم مطالبات اور شرائط کے تسلیم کیے جانے کے پیشِ نظر فریقین میں اصولی طور پر جنگ بندی کا سمجھوتہ بھی طے پا گیا جس پر عملدرآمد علاقہ میں اقوام متحدہ کے فوجی مبصّرین کی آمد پر کیا جائے گا۔

اسلام آباد میں مذاکرات کے اگلے دور کے انعقاد کے لیے ۲۰ اکتوبر کی تاریخ مقرر کی گئی ہے جن میں متوقع طور پر حتمی سمجھوتہ پر دستخط ہوں گے۔ مذاکرات کے اسلام آباد دور میں پاکستان میزبان کی حیثیت سے شریک ہو گا جبکہ مسئلہ کے اصل فریقوں کے علاوہ ایران، روس، ازبکستان اور افغانستان مبصّرین کی حیثیت سے شریک ہوں گے۔ حتمی سمجھوتہ کی تنفیذ اقوام متحدہ کے مبصّرین کی نگرانی میں ہو گی جو نہ صرف جنگ بندی کی نگرانی کریں گے بلکہ تاجکستان - افغانستان سرحد پر تعینات CIS امن افواج میں شامل ۲۵۰۰۰ فوجیوں کی سرگرمیوں پر بھی نگاہ رکھیں گے۔

قطع نظر اس بات کے کہ تاجک حکومت کی طرف سے تہران ملاقاتوں میں حزبِ مخالف کے اکثر مطالبات تسلیم کرنے کی پشت پر کون سے عوامل کار فرما تھے، اس کے موقف میں اس اچانک تبدیلی سے مستقبل میں تاجکستان میں پائیدار امن کے قیام سے متعلق اُمیدوں کو تقویت ملی ہے۔ دوسری طرف حزبِ مخالف کے موقف میں بھی لچک پیدا ہوئی ہے جس نے کسی بھی امن سمجھوتہ پر دستخط کرنے کے لیے پیشگی شرائط کے طور پر تاجکستان میں حزبِ اختلاف کی سیاسی جماعتوں کی قانونی حیثیت کی بحالی، پریس کی آزادی اور حزبِ اختلاف کے ارکان کے خلاف قائم مقدمات واپس لینے جیسے مسائل پر زور دینا ترک کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ فریقین کا یہ لچکدار روّیہ اسلام آباد مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔